روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ یکم رجب ۱۴۱۱ھ، ۱۹ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسانیت کے کیڑے سے بچیں

"سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کاموں کے بڑھنے کے نتیجے میں آپ خدا سے تعلق بڑھائیں اور اس پر انحصار کریں۔ اس کا برعکس بہت ہی خطرناک ہے۔ جہاں آپ یہ خیال کریں کہ گویا آپ کسے زور پر کام چل رہے ہیں وہاں نفسانیت کا ایک کیڑا داخل ہو جاتا ہے۔ جو نیک اعمال کو کھانے لگتا ہے اور وہیں کاموں میں خرابی کی بنیادیں پڑ جاتی ہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ایسا ہی جو لوگ انتقام، غضب یا نکاح کو ہر حال میں بُرا مانتے ہیں، وہ بھی صحیفۂ قدرت کے مخالف ہیں اور قویٰ انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قویٰ کا مربی ہو، نہ کہ ان کا استحصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرتِ انسانی میں رکھے گئے ہیں ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام امور حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید ص ۲۱)

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عُرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید ص ۲۳)

نتیجہ مقابلہ بین الاضلاع اطفال الاحمدیہ پاکستان

مجلس اطفال الاحمدیہ کے سال ۹۰-۱۹۸۹ء میں کارکردگی کے لحاظ سے درج ذیل اضلاع پوزیشنز کے حقدار قرار پائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان اضلاع میں بہترین کام کرنیوالوں کے لئے مبارک کرے۔

اوّل: ضلع کراچی
دوم: ضلع ملتان
سوم: ضلع لاہور
چہارم: ضلع راولپنڈی

(مہتمم اطفال)

اعلان داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی کی کلاسز ہشتم اور نہم میں داخلہ کے لئے چند سیٹیں خالی ہیں۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء دفتر سے فارم داخلہ اور پراسپکٹس حاصل کریں۔ داخلہ ٹیسٹ ۲۱ جنوری کو ہوگا۔

داخلہ ٹیسٹ انگریزی۔ اردو اور حساب میں ہوگا۔

پرنسپل

خدا تعالیٰ سے نہایت گہرا اور غیر متزلزل پیار و محبت کا تعلق پیدا کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"میں آپ سے بھی یہ کہتا ہوں کہ آپ کیوں ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے۔ جب تک آپ ان تجربوں میں سے نہیں گزرتے آپ اللہ کو نہیں پا سکتے۔ اگر آپ اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو خدا تعالیٰ سے پیار اور محبت کا اتنا گہرا اور اتنا کامل اور اتنا غیر متزلزل تعلق پیدا کرنا پڑے گا کہ دنیا کی صورتِ حال آپ کے ارادہ کو بدل نہ سکے۔ آپ عزت کے ساتھ سر اُٹھا کر ہر جگہ گھومیں پھریں اور محسوس کریں کہ آپ آزاد ہیں اور یہ لوگ غلام ہیں۔ ایک دفعہ انگلستان میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہوا۔ وہاں ہر سال یکم جنوری کو لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے وہ آپ نے سُنی ہوگی۔ رات بارہ بجتے ہیں اور بے حیائی کا ایک طوفان سڑکوں پر اُمڈ آتا ہے۔ اس وقت ہر شخص کو آزادی ہوتی ہے وہ جس کو چاہے گلے لگائے اور پیار کرے خواہ وہ کتنا گندا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے منہ سے شراب کی بدبو آتی ہو یا اور کئی قسم کی غلاظتیں لگی ہوں۔ غیر رات کے بارہ بج رہے تھے۔ میں یوسٹن کے ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں وہاں کسی کام کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس وقت فارغ ہو کر واپس گھر جا رہا تھا۔ تو جس طرح دوسرے احمدیوں کو یہ خیال آتا ہے کہ ہم سال کا نیا دن نفل سے شروع کریں اسی طرح مجھے بھی خیال آیا۔ چنانچہ میں نے وہاں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ میرے پاس ایک آدمی کھڑا رو رہا ہے اور رو بھی اس طرح رہا ہے جس طرح بچے ہچکیاں لے کر روتے ہیں۔ میں اگرچہ اسی حالت میں نماز پڑھتا رہا لیکن تھوڑی سی DISTURBANCE ہوئی کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جب میں اٹھ کر کھڑا ہی ہوا تھا تو وہ دوڑ کر میرے ساتھ لپٹ گیا اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا کیا بات ہے، میں تو آپ کو جانتا نہیں۔ اس نے کہا آپ نہیں مجھے جانتے لیکن میں آپ کو جان گیا ہوں۔ میں نے کہا آپ کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ سارا لندن آج نئے سال کے آغاز پر خدا کو بھلانے پر تلا ہوا ہے اور ایک آدمی مجھے ایسا نظر آرہا ہے جو خدا کو یاد کرنے پر تلا ہوا ہے میں کیسے آپ کو نہ پہچانوں۔ غرض اس چیز نے اس پر اتنا گہرا اثر کیا کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگ گیا۔ پس آپ کی اصل آزادی خدا کی یاد میں ہے دوسری ساری دنیا غلام ہے اپنے رسم و رواج کی، شیطانیت کی، جنسیات کی اور اپنی ہوا و ہوس کی۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے خود بھی آزادی سے پھرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی آزادی بخشنی ہے اگر آپ ان کے معاشرہ سے متاثر ہو گئے اور ان کے غلام بن گئے تو پھر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وہ کون نام لیوا ہوگا جو ان کو آزادی بخشے گا۔ آپ ہی نمائندہ ہیں۔ اسی لئے عظمتِ کردار پیدا کریں۔ اپنے اللہ سے تعلق جوڑیں یا وہ آپ کے لئے پھر معجزے دکھلائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹- صلح ۱۳۷۰ ہش ۱۹- جنوری ۱۹۹۱ء

خلیج کا دھندلا منظر

پندرہ جنوری آئی اور گزر گئی۔ پہلے تو چرچا یہ تھا کہ اس تاریخ کے آتے ہی عراق پر حملہ کر دیا جائے گا اور چند مہینوں میں نہیں بلکہ صرف چند دنوں میں کویت خالی کروا لیا جائے گا۔ پھر بات ذرا سی بدلی اور یہ کہا جانے لگا کہ پندرہ جنوری تک تو عراق کو مہلت دی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی وقت بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف سے یہ سننے میں آتا تھا کہ اگر حملہ ہوا تو جب پانچ ہزار امریکی کفن میں واپس امریکہ جائیں گے بُش از خود جنگ سے باز آ جائے گا۔ اور کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امریکہ کا حملہ ہوتے ہی عراق کی طرف سے پہلی نظر اسرائیل پر ڈالی جائے اور اسے خاکستر کر کے رکھ دیا جائے۔

ان ساری باتوں نے دنیا کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔ بہر حال پندرہ جنوری تو آئی اور گزر گئی۔ جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ویسے ہمیں تو ایرانی وزیر خارجہ کا یہ خیال زیادہ درست لگتا ہے کہ جنگ نہیں ہو گی۔ آخری لمحے صدر صدام اپنا خیال بدل لیں گے۔ خیال بدل بھی لینا چاہیئے۔ ایک تو اس لئے کہ افراتفری میں تو اس خیال کی شاید کہیں نہ کہیں پذیرائی ہو سکتی ہو لیکن جب گرد بیٹھے گی تو اسلامی ممالک کب تک یہ بات برداشت کریں گے کہ ایک اسلامی ملک دوسرے مالک پہ قبضہ کرے۔ جانیں بھی تلف ہوں اور جائیدادیں بھی تباہ ہوں۔ اور یہ پہلو کا کانٹا ہمیشہ چبھتا رہے۔

خدا کرے کہ دنیا امن کی زندگی بسر کر سکے۔ بُش ہو یا صدام کسی ایک کی خواہش یا ضد اور وہ بھی تیل یا زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے لئے۔ دنیا کا امن تباہ نہ کرے۔ ظاہرہ اسباب تو منظر کو دھندلا رہے ہیں۔ اور یقینی طور پر کسی نتیجہ تک پہنچنے کا حوصلہ نہیں دیتے۔ لیکن جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شروع ہی سے فرمایا ہے کہ اس سارے تنازعہ کا ایک اور پہلو بھی ہے وہ ہے دعائیں۔ احمدیہ جماعت کی دنیا کے امن کے لئے دعائیں۔ یہی دعائیں چارہ سازی کریں گی۔ انہیں سے خیالات بدلیں گے اور جنگ ٹلے گی۔

میری نظر ہے اُن کے اشارے کی منتظر
میرے عمل کو چاہیئے توثیق کی سند
مولا کسی کا ہاتھ لئے ہے میرے ہاتھ میں
کٹتا رہے سفر مرا اس طرح تا ابد

ابوالاقبال

تہمت پہ تہمت نہ لگاؤ کچھ تو تم شرماؤ بھی
جھوٹ کا یہ بیوپار کہاں تک سچا سودا لاؤ بھی

میری آنکھوں کے تنکے کو تم شہتیر کہو تو کہہ لو
لیکن اپنی آنکھوں کے شہتیر کا نام بتاؤ بھی

میرے تعاقب میں تم کتنی دُور نکلتے جاتے ہو
جس منزل کے راہی ہو تم وہ منزل اپناؤ بھی

مَیں نے پتّے پتّے میں سُونگھی ہے باغوں کی خوشبو
تم صحرا میں گھومو بھی اور کانٹوں پر اتراؤ بھی

راتوں رات امیر نہ بننا راس نہ آئے گی یہ بات
محنت محنت اور پھر محنت یہ انداز اپناؤ بھی

روشنیوں میں چلنا ہے تو ہمّت ہار کے بیٹھو کیوں
اپنی راہوں میں ہر موڑ پہ اک قندیل جلاؤ بھی

میری محفل کی رونق لے جانا کیسا لگتا ہے
خیر سے لے کر جانیوالے اب واپس آجاؤ بھی

میری آنکھوں میں سیلابِ غم کی جھلکی ملتی ہے
بادل گھِر گھِر کر آئے ہیں تم بارش برساؤ بھی

پینا اور پلانا ہے تو ہنس ہنس کے کھُل کھیلو تم
توبہ تلّا کرنی ہے تو روؤ بھی چِلّاؤ بھی

وہ بِن مانگے دیتا ہے اور مانگے پر تو بات ہے کیا
چپ چاپ بھی لو تم اور نسیم اپنی جھولی پھیلاؤ بھی

نسیم سیفی

احمدی شعراء کی خدمت میں

ادارہ الفضل آپکی معیاری نظموں/غزلوں کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔ ہمارے قارئین کے لئے آپ کے اشعار دلی تسکین کا باعث ہیں۔

امید ہے آپ یاد دہانی کے بغیر بھی اپنا کلام عنائت فرماتے رہیں گے۔

ادارہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلافات کا آغاز

عبداللہ ابن سبا ایک یہودی تھا جو اپنی ماں کی وجہ سے ابن السوداء کہلاتا تھا۔ یمن کا رہنے والا اور نہایت بدباطن انسان تھا اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھ کر اس غرض سے مسلمان ہوا کہ کسی طرح مسلمانوں میں فتنہ ڈلوائے میرے نزدیک اس زمانہ کے فتنے اسی مفسد انسان کے اردگرد گھومتے ہیں۔ اور یہ ان کی روحِ رواں ہے۔ شرارت کی طرف مائل ہو جانا اس کی جبلّت میں داخل معلوم ہوتا ہے خفیہ منصوبہ کرنا اس کی عادت تھی اور اپنے مطلب کے آدمیوں کو تاڑ لینے میں اس کو خاص مہارت تھی۔ ہر شخص سے اس کے مذاق کے مطابق بات کرتا تھا اور نیکی کے پردے میں بدی کی تحریک کرتا تھا اور اسی وجہ سے اچھے اچھے سنجیدہ آدمی اس کے دھوکے میں آجاتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے نصف میں مسلمان ہوا اور تمام بلادِ اسلامیہ کا دورہ اس غرض سے کیا۔ کہ ہر ایک جگہ کے حالات سے خود واقفیت پیدا کرے اور اپنے مطلب کے آدمیوں کا انتخاب کرکے مختلف بلاد میں اپنی شرارت کے مرکز قائم کرے۔ مدینہ منورہ میں تو اس کی دال نہ گل سکتی تھی۔ مکہ مکرمہ اس وقت سیاسیات سے بالکل علیحدہ تھا۔ سیاسی مرکز اس وقت دارالخلافہ کے سوا بصرہ، کوفہ، دمشق اور فسطاط تھے۔ پہلے ان مقامات کا اس نے دَورہ کیا اور یہ رویّہ اختیار کیا کہ ایسے لوگوں کی تلاش کرکے جو سزا یافتہ تھے اور اس وجہ سے حکومت سے ناخوش تھے ان سے ملتا۔ اور انہی کے ہاں ٹھہرتا چنانچہ سب سے پہلے وہ بصرہ[1] گیا اور حکیم ابن جبلہ ایک نظر بند ڈاکو کے پاس ٹھہرا اور اپنے ہم مذاق لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا اور ان کی ایک مجلس بنائی۔ چونکہ کام کی ابتدا تھی اور یہ آدمی ہوشیار تھا صاف صاف بات نہ کرتا بلکہ اشارہ کنایہ سے ان کو فتنہ کی طرف بلاتا تھا۔ اور جیسا کہ اس نے ہمیشہ اپنا وطیرہ رکھا ہے وعظ و پند کا سلسلہ بھی ساتھ جاری رکھتا تھا جس سے ان لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت پیدا ہو گئی اور وہ اس کی باتیں قبول کرنے لگے۔ عبداللہ بن عامر کو جو بصرہ کے والی تھے، جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کے آنے کی وجہ دریافت کی اس نے جواب کہلا بھیجا کہ میں اہل کتاب میں سے ایک شخص ہوں جسے اسلام کا اُنس ہو گیا ہے اور آپ کی حفاظت میں رہنا چاہتا ہوں۔ عبداللہ بن عامر کو چونکہ اصل حالات پر آگاہی ہو چکی تھی۔ انہوں نے اس کے عذر کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے متعلق جو حالات معلوم ہیں وہ ان کے خلاف ہیں۔ اس لئے تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ۔ وہ بصرہ سے نکل کر کوفہ کی طرف چلا گیا مگر فساد بغاوت اور اسلام سے بیگانگی کا بیج ڈال گیا جو بعد میں بڑھ کر ایک بہت بڑا درخت ہو گیا۔

میرے نزدیک یہ سب سے پہلی سیاسی غلطی ہوئی ہے۔ اگر والی بصرہ بجائے اس کو جلاوطن کرنے کے قید کر دیتا اور اس پر الزام قائم کرتا تو شاید یہ فتنہ وہیں دبا رہتا۔ ابن سودا تو اپنے گھر سے نکلا ہی اس ارادے سے تھا کہ تمام عالم اسلام میں پھر کر فتنہ فساد کی آگ بھڑکائے۔ اس کا بصرہ سے نکالنا تو اس کے مدعا کے عین مطابق تھا۔ کوفہ میں پہنچ کر اس شخص نے پھر وہی بصرہ والی کارروائی شروع کی اور بالآخر وہاں سے بھی نکالا گیا۔ لیکن یہاں بھی اپنی شرارت کا بیج بوتا گیا جو بعد میں بہت بڑا درخت بن گیا۔ اور اس دفعہ اس کے نکالنے پر اس پہلی سیاسی غلطی کا ارتکاب کیا گیا۔ کوفہ سے نکل کر یہ شخص شام کو گیا مگر وہاں اس کو اپنے قدم جمانے کا کوئی موقعہ نہ ملا حضرت معاویہ نے وہاں اس عمدگی سے حکومت کا کام چلایا ہوا تھا۔ کہ نہ تو اسے ایسے لوگ ملے جن میں یہ ٹھہر سکے اور نہ ایسے لوگ میسر آئے جن کو اپنا قائم مقام بنایا جاوے۔ پس شام سے اس کو باحسرت و یاس آگے سفر کرنا پڑا اور اس نے مصر کا رخ کیا۔ مگر شام چھوڑنے سے پہلے اس نے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی صحابہ میں سے ایک نہایت نیک اور متقی صحابی تھے۔ جب سے ایمان لائے رسول کریم کی محبت میں آگے ہی قدم بڑھاتے گئے۔ اور ایک لمبا عرصہ صحبت میں رہے جیسا کہ ہر ایک شخص کا مذاق جداگانہ ہوتا ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان نصائح کو سن کر کہ دنیا سے مومن کو علیحدہ رہنا چاہیئے۔ یہ اپنے مذاق کے مطابق مال جمع کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے اور دولت سے نفرت کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی سمجھاتے تھے کہ مال نہیں جمع کرنا چاہیئے جو کچھ کسی کے پاس ہو اسے غربا میں بانٹ دینا چاہیئے۔ مگر یہ عادت ان کی ہمیشہ سے تھی اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے سے ہی جبکہ مسلمانوں میں دولت آئی وہ ایسا ہی کرتے تھے۔ ابن سودا جب شام سے گزر رہا تھا اس نے ان کی طبیعت میں دولت کے خلاف خاص جوش دیکھ کر یہ معلوم کرکے کہ یہ چاہتے ہیں کہ غرباء میں امراء اپنے اموال تقسیم کر دیں۔ شام میں سے گزرتے ہوئے جہاں کہ اس وقت حضرت ابوذر مقیم تھے[2] ان سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ دیکھئے کیا غضب ہو رہا ہے۔ معاویہ بیت المال کے اموال کو اللہ کا مال کہتا تھا حالانکہ بیت المال کے اموال کی کیا شرط ہے۔ ہر ایک چیز اللہ تعالےٰ کی ہی ہے۔ پھر وہ خاص طور پر اس مال کو مال اللہ کیوں کہتا ہے۔ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کا حق جو اس مال میں ہے اس کو ضائع کر دے اور ان کا نام بیچ میں سے اڑا کر آپ وہ مال کھا جاوے۔ حضرت ابوذر تو آگے ہی اس تلقین میں لگے رہتے تھے کہ امراء کو چاہیئے کہ سب مال غرباء میں تقسیم کر دیں کیونکہ مومن کے لئے آرام کی جگہ اگلا جہان ہی ہے اور اس شخص کی شرارت اور نیت سے آپ کو بالکل واقفیت نہ تھی۔ بس آپ اس کے دھوکہ میں آگئے اور خیال کیا کہ واقعہ میں بیت المال کے اموال کو مال اللہ کہنا درست نہیں اس میں اموال کے غصب ہو جانے کا خطرہ ہے ابن سودا نے اس طرح حضرت معاویہ سے اس امر کا بدلہ لیا۔ کہ کیوں انہوں نے اس کے ٹکنے کے لئے شام میں کوئی ٹھکانا نہیں بننے دیا۔ حضرت ابوذر معاویہ کے پاس پہنچے اور ان کو سمجھایا کہ آپ کیوں مسلمانوں کے مال کو مال اللہ کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ۔ اے ابوذر اللہ تعالےٰ آپ پر رحم کرے کیا ہم سب اللہ کے بندے نہیں۔ یہ مال اللہ کا مال نہیں۔ اور سب مخلوق اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں۔ اور حکم خدا کے ہاتھ میں نہیں۔ یعنی جبکہ بندے بھی خدا کے ہیں اور حکم بھی اسی کا جاری ہے تو پھر ان اموال کو اموال اللہ کہنے سے لوگوں کے حق کیونکر ضائع ہو جاویں گے۔ جو خدا تعالیٰ نے حقوق مقرر کئے ہیں۔ وہ اس کے فرمان کے مطابق اس کی مخلوق کو ملیں گے۔ یہ جواب ایسا لطیف تھا کہ حضرت ابوذر اس کا جواب تو بالکل نہ دے سکے۔ مگر چونکہ اس معاملہ میں ان کو خاص جوش تھا اور ابن سودا ایک شک آپ کے دل میں ڈال گیا تھا اس لئے آپ نے احتیاطاً حضرت معاویہ کو بھی مشورہ دیا کہ آپ اس لفظ کا استعمال ترک کر دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ تو ہرگز نہیں کہنے کا کہ یہ اموال اللہ نہیں۔ ہاں آئندہ اس کو اموال المسلمین کہا کروں گا۔ ابن سودا نے جب یہ حربہ کسی قدر کارگر دیکھا تو اور صحابہ کے پاس پہنچا اور ان کو اکسانا چاہا مگر وہ حضرت ابوذر کی طرح گوشہ گزین نہ تھے۔ اس شخص کی شرارتوں سے واقف تھے۔ ابو درداء نے اس کی بات سنتے ہی کہا۔ تو کون ہے۔ جو ایسی فتنہ انگیز بات کہتا ہے خدا کی قسم تو یہودی ہے۔ ان سے مایوس ہو کر وہ انصار کے سردار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مقرب عبادۃ ابن صامت کے پاس پہنچا اور ان سے کچھ فتنہ انگیز باتیں کہیں۔ انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور حضرت معاویہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ شخص ہے جس نے ابوذر غفاری کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ شام میں اپنا کام نہ بنتا دیکھ کر ابن السوداء تو مصر کی طرف چلا گیا اور ادھر حضرت ابوذرؓ کے دل میں اس کی باتوں سے ایک نیا جوش پیدا ہو گیا اور آپ نے آگے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ مسلمانوں کو نصیحت شروع کر دی کہ سب اپنے اپنے اموال لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ حضرت ابوذر کا یہ کہنا درست نہ تھا کہ کسی کو مال جمع نہ کرنا چاہیئے کیونکہ صحابہؓ مال جمع نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ اپنے اموال خدا کی راہ میں تقسیم کرتے رہتے تھے بیشک مالدار تھے اور اس کو مال جمع کرنا نہیں کہتے۔ مال جمع کرنا اس کا کام ہے کہ اس مال سے غرباء کی پرورش نہ کرے اور صدقہ و خیرات نہ کرے۔ خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی آپ کے صحابہ میں سے بعض مالدار تھے۔ اگر مالدار نہ ہوتے تو غزوۂ تبوک کے وقت دس ہزار سپاہیوں کا سامانِ سفر حضرت عثمانؓ کس طرح ادا کرتے۔ مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کچھ نہ کہتے تھے۔ بلکہ ان میں سے بعض آدمی آپؐ کے مقرب بھی تھے۔ غرض مالدار ہونا کوئی جرم نہ تھا بلکہ قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس مسئلہ میں غلطی لگی ہوئی تھی۔ مگر جو کچھ بھی تھا۔ حضرت ابوذرؓ اپنے خیال پر پختہ تھے مگر ساتھ ہی یہ بات بھی تھی کہ وہ اپنے خیال کے مطابق نصیحت تو کر دیتے مگر قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہ لیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام آپ کے زیرِ نظر رہتے لیکن جن لوگوں میں بیٹھ کر وہ باتیں کرتے تھے وہ اس تقویٰ اور طہارت سے ناآشنا تھے اور ان کی باتوں کا اَور مطلب سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان دو باتوں کا آخر یہ نتیجہ نکلا کہ بعض غرباء نے امراء پر دستِ تعدّی دراز کرنا شروع کیا[3] اور ان سے جبراً اپنے حقوق وصول کرنے چاہے۔ انہوں نے حضرت معاویہ سے شکایت کی۔ جنہوں نے آگے حضرت عثمانؓ کے پاس معاملہ پیش کیا۔ آپ نے حکم بھیجا کہ ابوذرؓ کو اکرام اور احترام کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کر دیا جاوے۔ اس

[1] طبری مطبوعہ لنڈن ۲۹۲۲
[2] طبری مطبوعہ لنڈن صفحہ ۲۸۵۸
[3] طبری ۲۸۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکم کے ماتحت حضرت ابوذر مدینہ تشریف لائے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ اہلِ شام آپ کے خلاف شکایت کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میرا ان سے یہ اختلاف ہے کہ ایک تو مالِ اللہ نہ کہا جائے۔ دوسرے یہ کہ امراء مال نہ جمع کریں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ابوذر۔ جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے مجھ پر ڈالی ہے اس کا ادا کرنا میرا ہی کام ہے اور یہ میرا فرض ہے کہ جو حقوق رعیت پر ہیں ان سے وصول کروں اور یہ کہ ان کو خدمتِ دین اور میانہ روی کی تعلیم دوں۔ مگر یہ میرا کام نہیں کہ ان کو ترکِ دنیا پر مجبور کر دوں۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں کہیں چلا جاؤں کیونکہ مدینہ اب میرے مناسب حال نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ کیا آپ اس گھر کو چھوڑ کر اس گھر سے بدتر گھر کو اختیار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی سلع تک پھیل جائے تو تم مدینہ میں نہ رہنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ آپ رسول خدا صلعم کا حکم بجا لادیں۔ اور کچھ اونٹ اور دو غلام دے کر مدینہ سے رخصت کیا اور تاکید کی کہ مدینہ سے کلی طور پر قطع تعلق نہ کریں بلکہ وہاں آتے جاتے رہیں۔ جس ہدایت پر ابوذر ہمیشہ عمل کرتے رہے۔ یہ جو تھا فتنہ تھا جو پیدا ہوا اور گو اس میں حضرت ابوذرؓ کو ہتھیار بنایا گیا تھا۔ مگر درحقیقت نہ حضرت ابوذر کے خیالات وہ تھے جو مفسدوں نے اختیار کئے اور نہ ان کو ان لوگوں کی شرارتوں کا علم تھا حضرت ابوذرؓ تو باوجود اختلاف کے کبھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے پر آمادہ نہ ہوئے اور حکومت کی اطاعت اس طور پر کرتے رہے کہ باوجود اس کے کہ ان کے خاص حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ان کو فتنہ اور تکلیف سے بچانے کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک خاص وقت پر مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے بغیر حضرت عثمانؓ کی اجازت کے اس حکم پر عمل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ اور پھر جب وہ مدینہ سے نکل کر ربذہ میں جا کر مقیم ہوئے اور وہاں کے محصل نے ان کو نماز کا امام بننے کے لئے کہا تو انہوں نے اس سے اس بنا پر انکار کیا۔ کہ تم یہاں کے حاکم ہو۔ اس لئے تم ہی کو امام بننا سزاوار ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اطاعتِ حکام سے ان کو کوئی انحراف نہ تھا۔ اور نہ انارکی کو وہ جائز سمجھتے تھے۔

حضرت ابوذرؓ کی سادگی کا اس امر سے خوب پتہ چلتا ہے کہ جبکہ ابن السواد کے دھوکہ دینے سے وہ معاویہ سے جھگڑتے تھے۔ کہ بیت المال کے اموال کو مال اللہ نہیں کہنا چاہیئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے پاس بھی یہی شکایت لائے تھے۔ وہ اپنی بول چال میں اس لفظ کو برابر استعمال کرتے تھے چنانچہ اس فساد کے بعد جبکہ وہ ربذہ میں تھے ایک دفعہ ایک قافلہ وہاں اترا۔ اس قافلہ کے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھیوں کو ہم نے دیکھا ہے۔ وہ بڑے بڑے مالدار ہیں۔ مگر آپ اس غربت کی حالت میں ہیں انہوں نے ان کو یہ جواب دیا کہ انھم لیس لھم فی مال اللہ حق الاولی مثلہ۔ یعنی ان کا مال (یعنی بیت المال کے اموال میں) کوئی ایسا حق نہیں جو مجھے حاصل نہ ہو۔ اسی طرح انہوں نے وہاں کے حبشی حاکم کو بھی رفیق من مال اللہ (مال اللہ کا ایک غلام) کے نام سے یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی یہ لفظ استعمال کرتے تھے اور باوجود اس لفظ کی مخالفت کرنے کے بے تحاشا اس لفظ کا آپ کی زبان پر جاری ہو جانا اس امر کی شہادت ہے کہ یہ صحابہؓ کا ایک عام محاورہ تھا مگر ابن السوداء کے دھوکہ دینے سے آپ کے ذہن سے یہ بات نکل گئی۔

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گزارش

ادارہ الفضل ان تمام احباب کا شکرگزار ہے جو اپنے مضامین اشاعت کے لئے ہمیں بھیجتے ہیں۔ بعض مضامین بوجوہ شائع نہیں ہو سکتے۔ لیکن آپ کی کوشش بہرحال قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہماری درخواست ہے کہ آپ مضمون بھجواتے وقت ورق کے صرف ایک طرف لکھیں اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خوشخط لکھیں۔ اگر آپکی تحریر واضح نہ ہو تو چھپنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسا مضمون اشاعت پذیر ہونے سے رہ بھی جاتا ہے

—— ادارہ ——

اہلِ قلم بنئے اور الفضل کے لئے مضامین تحریر کیجئے۔

آپ کا خط ملا

مکرم میر غلام احمد صاحب نسیم استاد جامعہ احمدیہ لکھتے ہیں:

آپ کی ادارت میں اخبار نے بعض نئے موضوع متعارف کرائے ہیں مثلاً "آپکا خط ملا" اس کالم میں مفید اور مختصر خطوط شائع ہوتے ہیں جو قیمتی معلومات بھی بہم پہنچاتے ہیں۔ اور بعض اوقات بڑی فکر انگیز باتیں بھی پڑھنے میں آتی ہیں۔

گذشتہ دنوں "گردِ راہ" نامی کتاب میرے زیرِ مطالعہ تھی۔ یہ کتاب ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کی تحریر کردہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب یونیسکو کے تحت مختلف ممالک میں کام کرتے رہے اور یہ کتاب بقول ان کے مشاہدے اور مطالعے پر مشتمل ہے۔ "فلسطین میں چند ہفتے" کے زیرِ عنوان مسجد اقصیٰ کے ذکر میں رقمطراز ہیں "فصیل کے اندر دوسرے سرے پر وہ احاطہ ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ کی خالی قبر اس مشہور کلیسا میں ہے جو عیسائیوں کی مقدس زیارت گاہ ہے"..........

"جدید تحقیق کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے نیم جان اور بظاہر مردہ جسم کو ان کے حواری رات کے اندھیرے میں قبر سے نکال کر شہر سے باہر لے گئے اور انہیں صحت مند کرنے کے بہت جتن کئے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰؑ درِاصل انتقال کر گئے تو ان کے جسدِ خاکی کو ایک گمنام باغ میں دفن کر دیا۔ واللہ اعلم" (ص۲۲۷، ص۲۲۸)۔

غزہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ظہورِ اسلام سے قبل عرب جن دیویوں کی پوجا کرتے تھے ان میں سے ایک کا نام غزہ تھا۔ جس سے اس جگہ کا نام عبارت ہے.....

.....غزہ نے ہزاروں سال کی عمر پائی اور اس دوران کئی بار اجڑا اور بسا۔ جو چند ایک تاریخی آثار بچے رہے وہ قابلِ ذکر ہیں۔ شارع ہاشم پر ایک چہار دیواری کے اندر زمانہ قدیم کے ہیرو سمسون (SAMSON) کی قبر ہے۔

..... وہاں سے تھوڑی دور ایک مسجد کے صحن میں رسول اللہؐ کے دادا حضرت ہاشم کا مزار ہے ......" (ص۲۳۰)۔

محترمہ آمنہ مبشر صاحبہ لکھتی ہیں:

کچھ عرصہ سے الفضل میں بعض علماء اور معززین کی طرف سے عام محاورہ میں کئی الفاظ کے غلط استعمال کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ میں بھی بعض عربی الفاظ کی تصحیح پیش کرنے کی جرأت کر رہی ہوں۔

ایک لفظ زِعم ہے۔ یہ زَعم۔ زُعم یا زِعم تینوں طرح صحیح ہے اس لئے زعم یا زُعم جو عام استعمال میں آتے ہیں دونوں ہی صحیح ہیں اس کا مطلب ہے حق و باطل کی درمیانی حالت یعنی کسی امر کے متعلق غیر یقینی صورت۔

طَلَبا ۔ جب طالبِ علم یعنی شاگرد کے لئے استعمال ہو تو اس کی جمع کے لئے طَلَبہ یا طُلّاب صحیح ہے۔ یہ عُلما، فقہاء اور جمع کے باقی الفاظ کے وزن پر نہیں ہوگا۔

ایک نام جو عام طور پر رمیض یعنی من کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ بھی معنوں کے لحاظ سے غلط ہے۔ اس کے معنی ہیں سان۔ بھال یا تیز دھار آلہ اور تپش والا وغیرہ۔ اس لئے رمیز صحیح ہو سکتا ہے جس کا مطلب ہے معظم۔ مکرم۔ شاندار عاقل وغیرہ۔

باقی عربی کے کئی الفاظ جو عام طور پر استعمال ہوتے ہیں اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی غلط بولتے ہیں۔ جیسے مُتّقی کو مُتقی۔ تہجّد تحفّظ۔ تشہّد کو زیر سے پڑھتے بولتے ہیں۔ اور بعض دفعہ عربی میں زیر زبر اور پیش کی بے احتیاطی سے خاصی غلطی پیدا ہو جاتی ہے۔

محترمہ محمودہ رفعت بیگم صاحبہ اہلیہ محمد رفیع ناصر صاحب!

آپکا خط ملا اور اس کے ساتھ انصار اللہ میں شائع شدہ ایک مضمون بھی۔ افسوس ہے کہ موجودہ حالات میں آپ کی خواہش پوری نہیں کی جا سکتی۔ خدا کرے کہ ہم ایسی چیزیں شائع کر سکیں اور اپنے قارئین کو ان سے مستفید ہونے کا موقع دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو بابرکت ترقیات عطا فرمائے۔

الفضل کی ترسیل کے سلسلہ میں محترم مینجر صاحب سے بات کی ہے۔ آپ ڈاکیہ سے بھی بات کریں۔ ہو سکتا ہے پرچہ راستے میں ضائع ہوتا ہو۔

جو الفضل خرید کر نہیں پڑھ سکتے ان کو اپنا پرچہ پڑھنے کے لئے دے دیا کریں (واپسی کی شرط پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــــ نون۔سین

میزائل بردار الحسین اور العباس

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس طرح صدام حسین نے کویت پر قبضہ کیا ہے اسے کوئی شخص بھی جائز اور درست قرار نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ریت چل پڑے کہ یہ علاقہ پہلے ہمارا تھا اور بعد میں الگ ملک بنا دیا گیا اسلئے ہمیں اس علاقے کو واپس لینے کا حق ہے تو یقیناً ساری دنیا کا نقشہ بدلنا پڑیگا۔ مشرق ہی کی کیا بات ہے مغرب کو بھی دیکھا جائے تو کیا وہاں کے موجودہ ممالک ازل سے اسی طرح تھے۔ یہ سب الگ الگ اپنی اپنی حدود اربعہ کے مالک تھے۔ اور نہیں تھے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب ان ساری حدود کو بدلا جائے ممالک کے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کو دے دیئے جائیں اور یہ کہا جائے کہ یہ اسی ملک کا حصہ تھا اور اب اس ملک نے واپس لے لیا ہے۔

کوئی شخص اس دلیل کو درست نہیں سمجھ سکتا کہ کسی وقت کویت عراق کا حصہ تھا۔ اسلئے اب عراق کا حق ہے کہ اسے واپس لے کر اپنا ایک صوبہ بنالے۔ اگر ایسا ہی تھا تو پہلے یا یوں کہیے کہ حملے سے ایک ہی روز پہلے تیل کے کنوؤں کے متعلق گفت وشنید کیوں ہو رہی تھی۔ پہلے ہی کیوں نہ یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ یہ ملک تو ہم نے لینا ہی ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ۳۰، ۳۵ ممالک کی نمائندہ فوجیں ایک طرف (جن کی تعداد ۶ سے سات لاکھ تک ہے) اور صرف عراق کی فوجیں دوسری طرف اور پھر بھی یہ سوچا جا رہا ہے کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ گویا کہ اس بات کا دنیا کو پوری طرح یقین نہیں کہ اس جنگ میں امریکہ اور اسکے حلیف جیتیں گے یا صدر صدام۔ اور اگر امریکہ جیت بھی جائے گا تو اس کے اثرات کیا ہونگے اور کس حد تک وہ جیت ہار ہی کے مترادف ہوگی۔

اسرائیل ایک دفعہ اس سے پہلے عراق پر حملہ کر چکا ہے اور اسکی بعض تنصیبات اس نے تباہ بھی کر دی تھیں۔ لیکن اب جو صدر صدام کی پوزیشن ہے اس سے اسرائیل بھی یہ خطرہ محسوس کر رہا ہے کہ شائد صدر صدام کے پاس زمین سے زمین تک کے میزائل موجود ہیں اور ان میزائل کے ذریعے کیمیائی ہتھیاروں کو استعمال کر کے تل ابیب کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اگر اسی طرح صدر صدام حسین نے اسرائیل پر حملہ کیا تو بہت سی جانوں کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انکے پاس ایسا کوئی حفاظتی اقدام نہیں ہے جس سے میزائل کی تباہی کو روکا جا سکے۔ فوجی منصوبے تیار کرنے والے اس بات پر بھروسہ کر رہے ہیں کہ متعدد مختلف اسلحہ جات ان کے پاس موجود ہیں جن سے وہ یہ پتہ چلا سکتے ہیں کہ حملہ ہونے والا ہے اور حملہ ہونے سے پہلے پہلے وہ عراق کے میزائل تباہ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ عراق کو پتہ ہی نہ چلے وہ حملے کی تیاری کر رہا ہو اور اسرائیل حملہ کر دے یعنی حملے میں پہل کرے اور اسطرح عراق کے میزائل تباہ کر دے۔ تل ابیب یونیورسٹی نے گذشتہ ماہ جو تحقیقات شائع کی تھی اور جسکا موضوع عراق کے ایسے اسلحہ جات تھے جنہیں خاص مواقع پر استعمال کیا جا سکتا ہے وہ کہتے ہیں کہ عراق کے پاس ۵۰ لانچرز موجود ہیں جو وہ الحسین اور العباس کے میزائل کے لئے استعمال کر سکتا ہے اور یہ ۶۵۰ سے ۹۰۰ کلومیٹر تک مؤثر ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی اندازہ لگایا ہے کہ اسکے پاس سینکڑوں میزائل ہیں۔ اور ہر سال وہ ایک ہزار ٹن کیمیاوی مادہ تیار کر سکتا ہے۔

جب خلیج کا تنازعہ شروع ہوا تو اسرائیل کے ماہرین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ صدام حسین کے پاس کیمیاوی ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی ٹیکنیک موجود نہیں ہے لیکن آہستہ آہستہ یہ نظریہ بدلنا شروع ہو گیا ہے اور ایک باخبر ذریعے نے بتایا ہے کہ تھوڑی دور مار کرنیوالے الحسین اس قابل ہے کہ وہ زہریلی گیس سے حملہ کر سکے۔ العباس کے متعلق تو تجزیہ نگار کچھ نہیں کہہ سکے لیکن الحسین کے متعلق انہیں اس بات کا یقین ہے کہ اس سے زہریلی گیس ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی جا سکتی ہے اگرچہ اسرائیل اپنی تمام تیاری اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کر رہا ہے کہ العباس بھی زہریلی گیس سے حملہ کرنیکی اہلیت رکھتا ہے۔ دراصل یہ میزائل روس کی سکڈ (بی) کی توسیع ہے یہ سب سے پہلے ریڈ آرمی نے ۱۹۵۷ء میں تیار کیا تھا۔ یوں تو کہتے ہیں کہ اسکا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھتا لیکن جو چیز ۱۹۵۷ء میں تیار کی گئی تھی اس میں اب تک کافی بہتری پیدا کر لی گئی ہوگی۔ وہ ایک شہر پر تو حملہ کر سکتے ہیں لیکن شہر میں کسی خاص مقام کا نشانہ لے کر وہ اسے تباہ نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں عراقیوں نے خاص بہتری پیدا کر لی ہے۔ بہر حال اب جب کہ وہ وقت قریب سے قریب تر آ رہا ہے کہ یا امن کا فیصلہ ہو یا جنگ کا۔ اسرائیل نے بھی اپنی تشویش کا اظہار شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ بڑے یقین کے ساتھ کہتا رہا ہے کہ عراق کے کسی حملے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور وہ جب چاہے جنگ میں کود کر یا جنگ شروع کر کے عراق کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ ایک وقت میں تو امریکہ نے اس تشویش کا اظہار کیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اسرائیل کسی بات سے جز بز ہو کر اچانک عراق پر حملہ کر دے اور امریکہ کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں۔

وزیراعظم برطانیہ سعودی عرب میں

برطانیہ کے نئے وزیراعظم مسٹر جان میجر اور شاہ فہد کے درمیان گفتگو میں یہ بات سامنے آئی کہ برطانیہ اس بات پر مصر ہے کہ اقوام متحدہ میں عراق کویت کے متعلق جو قرار دادیں منظور کی ہیں۔ ان پر حرف بحرف عمل کروایا جائے۔ اور عراق فوری طور پر کویت سے اپنی فوجیں بلا کر وہاں کی سابق حکومت کو بحال کرے۔ مسٹر میجر اور شاہ فہد دونوں نے عراق سے مطالبہ کیا کہ دنیا بھر کے امن و امان کی خاطر اسے چاہیئے کہ وہ فوری طور پر اپنی فوجیں نکال لے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہوا تو عراق کو ایک ایسی جنگ کا سامنا ہوگا جو لڑی تو قلیل عرصے کے لئے جائے گی لیکن عراق پر اس کے اثرات نہایت شدید ہوں گے۔ بی۔ بی۔ سی ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے مسٹر جان میجر نے کہا کہ ۱۵، جنوری کی تاریخ جو کویت سے فوجیں نکالنے کے لئے آخری موقعہ ہے میں توسیع نہیں ہونی چاہیئے یعنی ۱۵، جنوری کو عراق اگر اپنی فوجیں کویت سے نہ نکال لے تو اس کے خلاف فوجی کارروائی لازمی سمجھی جائے۔ اگرچہ مسٹر میجر نے امید تو یہی ظاہر کی کہ امن کا ماحول قائم رہے گا۔ لیکن اس بات پر وہ اصرار کرتے رہے کہ صدر صدام حسین کے ساتھ توصلح صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کویت خالی کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ جنگ ناگزیر ہو گئی ہے لیکن حالات جس موڑ پر بھی جائیں گے وہ دراصل صدام حسین کے ہاتھ میں ہیں انہوں نے کہا کہ جہاں تک عراق کے خلاف جنگ جیتنے کا سوال ہے مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہم یہ جنگ لڑ سکتے ہیں اور لڑ کر جیت سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وزیراعظم برطانیہ کے دفتر نے یہ بھی بتایا ہے کہ انہوں نے شاہ فہد کو ذاتی طور پر اپیل کی ہے کہ سعودی عرب میں ایک برطانوی تاجر جو ۱۵، سال سے قید میں پڑا ہوا ہے اسے رہا کیا جائے۔ انہوں نے اس رہائی کے لئے انکی ہمدردی کو بنیاد بنایا۔ یہ شخص مسٹر NEVINE NORTON ہے جن کی عمر اس وقت ۵۹، سال ہے۔ ان کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ شاہی خاندان کے بعض افراد کے لئے وہ محلات تعمیر کریں۔ محلات کی تعمیر کے دوران ان کا اور حکومت کے بعض افراد کا آپس میں اختلاف پیدا ہوا جس کی وجہ سے ان کا پاسپورٹ ضبط کر لیا گیا۔ اور انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ یہ بات ۱۹۷۶ء کی ہے چنانچہ اس وقت سے لے کر اب تک وہ جیل میں ہیں۔

عراق پر پابندیوں کا اثر

تجزیہ نگار متعصب نہ بھی ہو تو ضروری نہیں کہ اسکے تجزیے سے ہر شخص کو اتفاق ہو۔ آخر تجزیے کا یہی مطلب ہے تاکہ کسی شخص نے جو حقائق اسکے سامنے ہیں انہیں اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق استعمال کرتے ہوئے کچھ فیصلے صادر کئے ہیں۔ لیکن اسکی سمجھ بوجھ کیسی ہے اور اس کی سمجھ بوجھ کا میلان کس طرف ہے یہ باتیں بھی تو تجزیہ نگار کے تجزیوں کو پرکھنے کے لئے لازمی ہیں اب کہا جا رہا ہے کہ جہاں تک عراق پر اقتصادی پابندیوں کا سوال ہے باوجود اسکے کہ امریکہ کا یہ خیال ہے کہ عراق کو ان پابندیوں سے کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی اور وہ مستقبل قریب میں انکو زیادہ محسوس بھی نہیں کرے گا۔ لیکن بعض تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ وہ ان پابندیوں کو محسوس کرنے لگا ہے اور لوگوں میں ایک بے چینی کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ گذشتہ دنوں صدام نے حکم دیا تھا کہ صدام شہر کو خالی کر دیا جائے۔ وہاں تقریباً دس لاکھ افراد رہتے ہیں۔ خالی اس لئے کروایا جا رہا تھا کہ یہ مشق کروانا مقصود تھا کہ اگر جنگ میں ضرورت پیش آئے کہ لوگوں کو بحفاظت کسی دوسری جگہ پہنچایا جائے تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ انہیں کس طرح اپنے گھروں کو چھوڑنا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ ۸۰ فی صد آبادی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ باوجود اسکے کہ صدام حسین نے کہا تھا کہ جو تعاون نہیں کریگا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ یہ بات کہاں تک درست ہے یہ تو تجزیہ نگار کا میلان سمجھنے کے بعد ہی بتایا جاسکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ سزا کے اعلان کے باوجود ۸۰ فی صد لوگ اپنے گھروں سے نہ نکلے ہوں جبکہ یہ ساری مشق ان کے اپنے ہی فائدے کے لیے تھی۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہ چاہیں کہ جنگ ہو تو وہ اپنے اپنے گھروں میں ہی ختم ہو جائیں۔ آخر انکی خواہش ہوگی بلکہ انکا مطالبہ ہوگا کہ اگر جنگ ہو تو حکومت انکے لیئے ایسے انتظامات کرے کہ وہ آسانی سے محفوظ جگہ پر منتقل ہو سکیں۔ تجزیہ نگاروں نے جن کا میلان صدام حسین کے خلاف اور مغربی ممالک کے حق میں ہے۔ کہا ہے کہ مشکلات کے پیشِ نظر لوگوں نے اس بات کو ضروری نہیں سمجھا کہ وہ صدام کی بات مانیں۔ انکا خیال ہے کہ جس وقت صدر صدام نے کویت پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت اس کی جیب خالی تھی اور جب اس نے کویت پر حملہ کر دیا تو وہ اپنا تیل بیچ نہیں سکا۔ اور اسی لیئے اب ایمرجنسی کے لیئے اسکے پاس رقم موجود نہیں ہے۔ ضروری اشیاء کی فراہمی یعنی پانی، بجلی اور پٹرول سب اس خطرے سے دوچار ہیں کہ شائد آئندہ اور وہ بھی عنقریب یہ چیزیں لوگوں کو میسر نہ آسکیں گی۔ کہتے ہیں کہ ۶۰ فی صدی فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں۔ اسلیئے کہ انہیں سپیئر پارٹس بھی نہیں ملتے اور خام مواد بھی نہیں ملتا اور اس بات کو عراقی وزارت صنعت سے منسلک بتایا گیا ہے۔ ۸۰ فی صد عراقی اس وقت بے کار ہیں یا ایسی ملازمتوں پر لگے ہوئے ہیں۔ جوان کے معیار سے خاصی کم ہیں۔ جن عراقیوں نے بغداد سے گذشتہ ایام میں باہر کسی اور جگہ پر سفر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بغداد میں روٹی کا میسر آنا مشکل ہے اور چاول تو بالکل ہی تھوڑے رہ گئے ہیں۔ جہاں تک گوشت کا تعلق ہے وہ خاصا زیادہ ہے۔ عراقی جانور خاصی تعداد میں ذبح کیئے جا رہے ہیں اور اسکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان جانوروں کے لیئے خوراک کا مہیا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ ستمبر میں خوراک کی راشننگ بھی شروع ہو گئی تھی اور اس سے بھی لوگوں کو خاصی مشکلات کا سامنا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر عراقی کو ایک پورے مہینے کیلئے ۵۶،۰ کلو چائے ملتی ہے۔ ۵،۵ پکانے کا تیل ملتا ہے۔ ڈیڑھ کلو چاول ملتے ہیں۔ ۲۵۰ گرام دالیں ملتی ہیں اور ۵،۵ شوگر ملتی ہے۔ پہلے آٹے کا راشن کیا گیا تو ۶ کلو دیئے جانے لگے پھر اس پر ۴۰ فی صد کمی کر دی گئی۔ صابن کا صرف ایک ڈنڈا ملنے لگا اور اسی طرح بچوں کا دودھ بھی۔ خاصا راشن ہو گیا اور نہایت کم مقدار میں ملنے لگا جہاں تک بلیک مارکیٹ کا تعلق ہے وہاں سے بھی چیزیں آسانی سے اور ضرورت کے مطابق نہیں ملتیں۔ ملتی ہیں تو قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔ ہر وہ شخص جسکی تنخواہ ماہوار ۱۵۰ سے ۲۰۰ دینار تک ہے وہ ایک کلو آٹے کے تھیلے کے لئے ۲۲۰ دینار کیسے ادا کر سکتا ہے اور ایک سگریٹوں کے ڈبے کے ۴۵ دینار۔ جہاں تک موٹر کے ٹائروں کا تعلق ہے انکی قیمت ۷۰۰ دینار تک جا پہنچی ہے۔ کپڑے اور گھریلو اشیاء اتنی مہنگی ہو چکی ہیں کہ انہیں ناقابل برداشت کہا جاسکتا ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ پانی، گیس اور بجلی کے ختم ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح دوسری اشیاء بھی غرضیکہ تجزیہ نگار اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ پابندیوں سے عراق خاصا متاثر ہو چکا ہے اور وہ زیادہ دیر تک ان پابندیوں کو برداشت نہیں کرسکے گا۔ خدا معلوم کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔

زندگی دا موت

مغربی ممالک میں یہ بحث تو کافی دیر سے چھڑی ہوئی ہے کہ کیا کسی ایسے مریض کو جس کے بچنے کی قطعی امید نہ ہو کوئی دوائی دے کر ختم کیا جا سکتا ہے یا اگر وہ مشینوں کے ذریعے زندہ رکھا جا رہا ہے تو کیا اس کی مشینیں ہٹائی جا سکتی ہیں تاکہ اس کی موت واقع ہو جائے لیکن اگر ایسا کیا بھی جانا ہو تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کسی ایک شخص کے ہاتھ میں تو یہ فیصلہ نہیں دیا جاسکتا اگر ہسپتال ہے تو اس کا بورڈ فیصلہ کرے گا اور اگر کوئی ایک فرد ہے تو وہ از خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے کسی کمیٹی کے سپرد کرے گا۔ لیکن جہاں تک ہمیں یاد پڑتا ہے اس ساری بحث کا نتیجہ ایک موقع پر یہ نکلا تھا کہ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ کسی شخص کو چاہے اس کی حالت کیسی ہی کیوں نہ ہو دوائی دے کر ختم کیا جا سکے یا اگر وہ مشینوں کے ذریعہ زندہ رکھا جا رہا ہے۔ تو مشینیں ہٹا کر اسے ختم کر دیا جائے۔

حال ہی میں بل فیلٹ جرمنی (BIEL FELT) میں پولیس نے ایک میل نرس جو نفسیاتی طور پر علاج کرنے میں مدد دیتا تھا کو حراست میں لے لیا ہے۔ اس شخص نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس نے ایک ۸۶ سالہ عورت کو ایک ایسا انجکشن دیا تھا جس سے موت واقع ہو سکتی ہے اور اس نے اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ ۱۹۸۴ء سے اب تک وہ ۶۴ اشخاص کی اس طرح موت کا باعث بن چکا ہے۔ یہ حراست میں لینے کا واقعہ یوں رونما ہوا کہ ایک شخص ولف گنگ لینگ (WOLF LANGE GANG) جس کی عمر ۴۳ سال ہے، اس پر شک کیا گیا کہ ایک عورت جو ہسپتال میں داخل ہونے کے دو گھنٹے بعد وفات پاگئی اس کا پوسٹ مارٹم کرنے پر پتہ چلا کہ اس کے جسم میں ۵۰ کیوبک ملی میٹرز ہوا دل کے اندر داخل کی گئی تھی۔ عام طور پر مسٹر لینگ کو تعریف کے قابل سمجھا جاتا تھا مریض اس کی بڑی قدر کرتے تھے اور اس کے ساتھی کہتے تھے کہ اس کی خدمات نہایت مخلصانہ ہیں۔ ان سب نے آغاز میں اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس کا ان اموات میں کسی طرح ہاتھ ہو سکتا ہے۔ لیکن بہر حال آخر کار اس شخص نے خود ہی اس بات کا اعتراف کر لیا کہ اس نے اس عورت کے خون میں ہوا ٹیکے کے ذریعے داخل کر دی تھی اور وہ اس لئے کہ اسے بہت ترس آرہا تھا۔ کلینک نے کہا کہ یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کیونکہ نفسیاتی علاج کا یہ ڈیپارٹمنٹ اتنا اچھا چل رہا ہے کہ اسے سارے ملک میں ایک نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اب پولیس اس بات کا پتہ چلا رہی ہے کہ مسٹر لینگ ہی نے گذشتہ سال ۱۴ اشخاص کو اس قسم کے ٹیکے دئے اور ۱۹۸۴ء میں ۵۰ دیگر افراد بھی اس کے ہاتھوں اسی طرح موت کے منہ میں گئے۔ ۱۹۸۴ء وہ وقت ہے جب اس شخص نے اس کلینک میں کام کرنا شروع کیا تھا اور یوتھے نیزیا (EUTHA NASIA) کیس میں ایک نرس مائیخل روئڈلہ (MICHELA/RODER) کو اسی قسم کے جرم کے نتیجے میں ۱۱ سال قید کی سزا دی گئی تھی۔ اس نے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۶ء تک ۱۵ ایسے اشخاص کو جو انتہائی طور پر بیمار تھے۔ موت کے منہ میں ڈال دیا تھا۔

امتحانی کمرہ

ایک وہ وقت بھی تھا جب سکولوں اور کالجوں کے امتحانات نہایت پُرسکون ماحول میں ہوا کرتے تھے۔ امتحان دینے والے اپنی اپنی محنت اور سمجھ بوجھ کے مطابق اپنے پرچوں کے متعلق سوچتے اور نہایت آرام سے انہیں حل کر کے اپنے گھروں کو واپس آ جاتے تھے۔ نقل تو بے شک اسوقت بھی چلتی تھی لیکن بہت کم کم، یوں سمجھئے کہ سارے سنٹر میں دو یا چار لڑکے نقل لگاتے ہوں گے اور وہ بھی اتنی خاموشی سے اور اتنا سہم سہم کر کہ کسی کو کچھ پتہ نہ چل سکے اور اگر پکڑا گیا تو سارے سنٹر میں ایک طالب علم نقل مارتا ہوتا پکڑا گیا ہوگا۔ لیکن اب حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ نقل لگانے والے بڑے اہتمام کے ساتھ نقل لگاتے ہیں۔ اور کھلم کھلا ایسا کرتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ نقل لگانے کے لئے اپنے پاس اسلحہ بھی رکھتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اسلحہ نہ ہو تو ان کے دوست اسلحہ لے کر باہر کھڑے ہوتے ہیں۔ تاکہ اگر کوئی مزاحمت کرے تو اسکی مرمت کی جاسکے۔ اب ایک اور واقعہ سامنے آیا ہے۔ لاہور کی چھاؤنی کے ایک سکول میں ایک بس میں خاصی تعداد میں طالب علم مسلح ہو کر پہنچ گئے اور وہاں پر خوف و ہراس پھیلاتے ہوئے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں اور دوسرے کمرے سے تیسرے کمرے میں جاتے رہے۔ امتحان لینے والے بھی خوف زدہ ہو گئے اور امتحان دینے والے بھی ان نوجوانوں میں سے بعض کے پاس کلاشنکوف بھی تھے۔ اور یقینی طور پر تو نہیں کہا گیا لیکن خیال یہ ہے کہ بعض کے پاس بارودی اسلحہ بھی موجود تھا اور ڈنڈے تو سبھی کے ہاتھ میں تھے۔ یہ کسی شخص کو تلاش کر رہے تھے۔ اور اس تلاش میں یہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک بھاگ رہے تھے آخر میں انہوں نے ایک طالب علم کو پکڑا اور بندوق کی نالی اس کی گردن پہ رکھ کر بس کی طرف لے گئے۔ جس طالب علم کو اس طرح پکڑ کر لے جایا گیا تھا۔ اسکے بھائی نے بتایا ہے کہ لے جانے کے بعد انکے گھر فون کر کے ۵۰ ہزار روپیہ تاوان کے طور پر طلب کیا گیا۔ اس سے قبل دو دن تک اس تعلیمی ادارے کے باہر لوگوں کا آپس میں جھگڑا ہوتا رہا۔ جسکے نتیجے میں ایک پارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسری پارٹی کے فلاں شخص کو اغوا کر لیا جائے۔ اس خبر کی دوسری جہت یہ ہے کہ کسی لڑکے کو اغوا نہیں کیا گیا۔ اگرچہ کچھ لڑکے امتحان کے کمرے میں داخل تو ہوئے تھے۔ لیکن کچھ دیر اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر خبر کے وقوعہ کا علم صرف انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو وہاں موجود ہوتے ہیں ورنہ جب خبریں پھیلائی جاتی ہیں۔ یا اخبارات کو دی جاتی ہیں تو اسوقت تک ان خبروں میں جذبات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی شامل ہو جاتے ہیں اور امکانی نتائج کو بھی پیشِ نظر رکھ کر خبر کو بنایا جاتا ہے۔

بہرحال یہ بات افسوسناک ہے کہ ایسی باتیں ظہور پذیر ہوں یا مختلف باتوں کے متعلق اس قسم کی خبریں شائع کی جائیں۔ اور اس واقعہ میں تو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پولیس نے بالکل مختلف زاویہ پیش کیا اور سب کچھ بتانے کے بعد یہ کہہ دیا کہ بات کوئی زیادہ اہم نہیں تھی۔ پولیس یہ بات کہنے میں شائد اسلئے حق بجانب ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جس لڑکے کو اغوا کیا گیا تھا وہ شام کے وقت بخیریت گھر واپس آگیا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا

"برادری کے حقوق ہیں۔ اُن سے بھی نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ البتہ اُن باتوں میں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں اُن سے الگ رہنا چاہیئے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔"

صحافی کا مقدمہ

۱۹۸۷ء میں ایک امریکی جرنلسٹ لارنس لف شلز نے اس وقت کے نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیرمین مسٹر قطب الدین عزیز کے خلاف ہتکِ عزت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب عدالت نے اس دعوے کو تکنیکی وجوہات کی بنا پر خارج کر دیا ہے یہ دعوے مسٹر لارنس نے لاہور کی ایک لاء فرم کے ذریعے ستمبر ۱۹۸۷ء میں دائر کیا تھا مسٹر قطب الدین عزیز کے ساتھ پاکستان ٹائمز لاہور اور اسلام آباد کے ایڈیٹر اور پبلشر کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ مقدمے کی وجہ ایک فقرہ بنا جو مسٹر عزیز نے پاکستان ٹائمز میں ۱۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کو لکھا تھا اور جس کا تعلق مسٹر لارنس سے تھا۔ موضوع اس مضمون کا "ہندوستانی جنگ کی کھیل" تھا۔ یعنی اس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ پاکستان کی سرحدوں کے قریب ہندوستان کس قسم کی جنگی کھیل کھیل رہا ہے۔ مسٹر لارنس کے وکیل کی درخواست پر اس مقدمے کی سماعت میں چار دفعہ تاخیر کروائی گئی۔ تاکہ مذکورہ صحافی اپنا بیان دے سکیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔ چنانچہ لاہور کے سول جج مسٹر طارق افتخار احمد نے ۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو یہ مقدمہ تکنیکی وجوہات کی بنا پر خارج کر دیا۔

صبح کی سیر

دوستوں کو ساتھ لے کر سیر کو جایا کرو
ناشتہ کرنے سے پہلے کچھ ہوا کھایا کرو

چلتے چلتے ہو کبھی تسبیح و تحمیدِ خدا
یاد آجائے کبھی احسان رسول اللہ کا

مُسکرانے اور ہنسنے کا بھی ہو کچھ اہتمام
کچھ لطیفوں اور ظریفوں کو ملے ان کا مقام

گاہے گاہے علم کے بھی ٹوٹکے چلتے رہیں
سب کے دل میں جو بھی آئے بے دھڑک سارے کہیں

ہوں چٹانیں راہ میں یا ریتلا میدان ہو
جلوۂ قدرت پہ ہر ہر آن دل قربان ہو

جذب کرلے آنکھ جلووں کی سبھی رعنائیاں
اور سیرابی سے خوش ہوں رُوح کی گہرائیاں

پتّہ پتّہ یوں نظر آئے کہ اک تحریر ہے
خالقِ کون و مکاں کا حکم ہے تقدیر ہے

جسم و جاں سرمستیٔ عرفان سے جھکنے لگیں
ذوق و شوقِ سجدہ سے ہر دم قدم رُکنے لگیں

سیر ایسی ہو تو جسم و رُوح کی بھی سیر ہے
ہر قدم اس کا مبارک، لمحہ لمحہ خیر ہے

اَے خدا ہر گام پر بکھرے ہوئے جلوے دکھا
اور نسیمِ بے ہنر کو ایسی ہی سیریں کرا

"آنکھوں کی ٹھنڈک"

اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم بشیر احمد صاحب واہ کینٹ کے ہاں شادی کے ۱۲ سال بعد ۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ایک بچی پیدا ہوئی لیکن وہ مردہ تھی۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو زندہ رہنے والی خادمِ دین اولاد عطا فرمائے۔

اعلان نکاح

مکرم نصیر احمد صاحب شفیق ایم۔ایس۔سی کا نکاح مبلغ چالیس ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ ثمینہ نور صاحبہ ایم۔ایس۔سی بنت مکرم چوہدری نور محمد صاحب ایڈووکیٹ اسلام آباد کے ساتھ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک بیت الذکر اسلام آباد میں مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے پڑھا۔

احباب سے اس رشتہ کے دینی و دنیوی لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان ولادت

مکرم حفیظ احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ ڈسکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۱ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بیٹے کا نام اویس احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب دارالصدر جنوبی۔ ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری سلطان علی صاحب مکھن پورہ۔ لاہور کا نواسہ ہے۔

درخواست دعا و اعلان گمشدگی

میرا بیٹا عزیزم عطاء الجبار جو کہ میٹرک کا امتحان دے رہا تھا مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء سے لاپتہ ہو گیا ہے۔ قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بچے کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور جلد بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔

رانا عبد الغفار خاں
رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

اعلان دارالقضاء

(ڈاکٹر عبد الواسع صاحب وغیرہ بابت ترکہ امۃ القیوم صاحبہ)

مکرم ڈاکٹر عبد الواسع صاحب وغیرہ سکنہ موہرو رود ضلع نواب شاہ نے درخواست دی ہے کہ اُن کی ہمشیرہ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب وفات پاگئی ہیں۔ وہ غیر شادی شدہ تھیں۔ لہذا مکان نمبر ۲/۲۹ محلہ دارالرحمت میں موصوفہ کا حصہ اُنکے سب بہن بھائیوں کے نام منتقل کیا جائے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ عبد الواسع صاحب (بھائی)
۲۔ عبد الواحد صاحب (")
۳۔ عبد الحمید صاحب (")
۴۔ امۃ الکریم صاحبہ (بہن)
۵۔ امۃ الباسط صاحبہ (")
۶۔ امۃ الرفیق صاحبہ (")

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس ۳۰ دن کے اندر دفتر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

تبدیلی نام

میرا اصلی نام امۃ الولی زوجہ میر عبد الرحمٰن صاحب ہے۔ لیکن غلطی سے سرکاری کاغذات میں میرا نام امۃ الحیٰ لکھا گیا ہے۔ آئندہ مجھے میرے اصلی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

امۃ الولی زوجہ میر عبد الرحمٰن صاحب
مکان نمبر ۱۵/۲ دارالیمن غربی۔ ربوہ

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء کے پرچہ میں ص ۳ پر شائع ہونے والے مضمون "باب العلم ۔ حضرت علیؓ" کے پہلے کالم میں آٹھویں تا دسویں سطر اس طرح پڑھی جائے۔

"ابن عبد البر اندلسی کے بیان کے مطابق آپ کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا پس منظر

○ سوویت یونین اور لتھوانیا کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے۔ سوویت یونین کو یہ بات ناپسند ہے کہ لتھوانیا آزادی کا نعرہ لگائے۔ ایک دفعہ اس کا حصہ بن چکا ہے تو اب ہے اور اس چھوٹی سی ریاست کو اپنے ساتھ اور اپنے ماتحت رکھنے کے لئے سوویت یونین نے تو فوجیں بھیج دی ہیں جن کی کارروائی سے کئی جانیں تلف ہو گئی ہیں۔ لیکن آزاد دنیا لتھوانیا کو سلام کرتی ہے کہ وہ جھکنے میں نہیں آتا۔ وہ کہتا ہے آزادی ہمارا حق ہے اور ہم یہ حق لے کر رہیں گے۔ صدر بُش نے بھی ان کے حق میں آواز اٹھائی ہے۔ کہاں چند ہی روز پہلے گورباچوف کی اصلاحات کی تعریف کی جا رہی تھی اور کہاں اب اسے مذمت کا نشانہ

اُسیرانِ راہِ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

بنایا جا رہا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کل کو کیا ہو گا۔ لتھوانیا کے بعد بالٹک کی دیگر ریاستیں بھی اسی راہ پر چل نکلیں تو سوویت یونین کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ صدر گورباچوف کے سب سے بڑے روسی حریف یلٹسن نے بھی لتھوانیا کی حمائت کا اعلان کر دیا ہے۔

○ خلیج میں جنگ ہو گی یا نہیں۔ یہ ایک معمہ ہے۔ دونوں طرف کی فوجیں تیار بھی ہیں اور بیان بازی بھی ہو رہی ہے۔ صدر بُش کہہ رہے ہیں کہ اب جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ صدر صدّام کہہ رہے ہیں جنگ ہوئی تو امریکی فوجیوں کو ان کے کفن میں بند کر کے امریکہ بھیجا جائے گا اور اسرائیل کو تہس نہس کر دیا جائے گا۔

ہمارا خیال ہے کہ جنگ ہو گی نہیں۔ آخر ایک چھوٹی سی مملکت کی واپسی کے لئے یا تھوڑے سے تیل کو حاصل کرنے کے لئے بے شمار جانوں کا تلف کرنا کب گوارا کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ ان لوگوں کو جو جنگ کا آغاز کریں گے کبھی معاف نہیں کرے گی۔ بیوائیں اور یتیم بچے اس بات کو ہرگز نہیں سمجھ سکیں گے کہ ان کے خاوندوں اور باپوں کو کس کی بھینٹ چڑھایا گیا۔

○ پاکستان میں قانون سازی شروع تو ہو گئی ہے لیکن ہماری دعا ہے کہ یہاں کوئی ایسا قانون نافذ نہ ہو جو افتراق اور انشقاق کا باعث ہو۔ اور جس سے ایک گروہ خوش ہو اور دوسرا ناراض۔ اوّل تو قانون سازوں کو خود ایسی سوچ اپنانی چاہیئے جو ہمہ گیر ہو اور سب کے مفاد کو مدنظر رکھے اگر وہ از خود ایسا نہ کر سکیں تو اپنے حلقہ کے ووٹروں سے پوچھیں اور جو کچھ انہیں بتایا جائے اسے من وعن اسمبلیوں میں بیان کریں تاکہ اس کے مطابق قانون بنائے جائیں سب سے زیادہ متنازعہ فیہ بات اس وقت شریعت بل ہے۔ اس کے متعلق طرح طرح کی آوازیں سُنی جا رہی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر چلیں۔ امن قائم رکھیں اور ملک کے استحکام کا باعث بنیں۔

ہمدردی خلائق

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا
"اپنے تو درکنار میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور اُن سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔
ایک مرتبہ میں سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بُڑھیا کوئی ۷۰۔ ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اُس نے ایک خط اُسے پڑھنے کو کہا۔ مگر اُس نے اُس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اُس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اُس کو لے کر ٹھہر گیا۔ اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔"

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان کے سیکرٹری خارجہ نے کہا ہے کہ ہماری فوجیں صرف سعودی عرب کا دفاع کرنے گئی ہیں وہ کسی مسلمان ملک پر حملہ کرنے میں پارٹی نہیں بنیں گی۔

○ جمعرات کو شروع ہونے والے سینٹ کے اجلاس میں خلیج کی صورت حال اور صدر کے پارلیمنٹ سے خطاب پر بحث ہو گی۔

○ لاہور کے ایک سینما ہال میں اس وقت بم کا دھماکہ ہوا جب شو جاری تھا۔ سات افراد زخمی ہو گئے۔ دو کی حالت نازک ہے۔ دو کلو وزنی بم ایک کرسی کے نیچے رکھا گیا۔

○ رحیم یار خان کے قریب چک نمبر ۲۱۰ میں جنریٹر میں پٹرول کی ٹینکی پھٹ جانے سے چار بچے ہلاک اور سات افراد زخمی ہو گئے۔

○ جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل نے اسلامی جمہوری اتحاد سے عملاً علیحدہ ہو جانے کا اعلان کیا ہے۔ قطعی فیصلہ جمعیت کے پیش کردہ دس نکات پر مذاکرات کے بعد کیا جائے گا۔

○ پشاور میں ایک اشتہاری مجرم کیساتھ دو طرفہ فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیس افسر ہلاک اور سات پولیس اہلکار زخمی ہو گئے۔ اشتہاری مجرم بھی ہلاک ہو گیا۔

○ عراق نے پاکستان کے ان ۲۶ افسروں کو رہا کر دیا ہے جنہیں اس نے کویت پر قبضہ کے دوران گرفتار کیا تھا۔

○ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے سنیٹر مسرور احسن کو بدھ کی شام کو سندھ پولیس ایم این اے ہاسٹل اسلام آباد سے گرفتار کر کے کراچی لے گئی۔

○ مولانا ایثار القاسمی کے قتل کے خلاف احتجاج کے لئے مختلف شہروں سے آئے ہوئے تقریباً ایک سو مولویوں کو اسلام آباد پولیس نے دو مسجدوں میں تالا لگا کر بند کر دیا۔ اسطرح ان کا مظاہرے کا پروگرام ناکام ہو گیا۔

○ اسلام آباد میں عراقی سفارت خانہ کے باہر جمع ہجوم نے اصرار کیا کہ انہیں عراق بھجوایا جائے تاکہ وہ اپنے عراقی بھائیوں کے شانہ بشانہ امریکہ کے خلاف جہاد کریں۔ پولیس نے انہیں واپس بھجوا دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج میں جنگ چھڑ گئی ہے۔ پاکستانی وقت کے مطابق پانچ بجے صبح امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کے طیاروں نے بغداد پر بمباری شروع کر دی ہے۔ سب سے پہلے ٹیلی کمیونیکیشن ٹاور اور تیل صاف کرنے والی ریفائنری پر حملہ کیا گیا۔ کویت میں بھی عراقی ٹھکانوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔

○ امریکہ کے صدر نے اپنی نشری تقریر میں کہا ہے کہ جنگ کا مقصد کویت میں قانونی حکومت کی بحالی ہے۔ ہم عراق کے ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیار بنانے والے مراکز کو تباہ کریں گے۔

○ صدر صدام حسین نے فیلڈ مارشل کی حیثیت سے عراقی فوج کی کمان براہ راست سنبھال لی ہے

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اپنے ہنگامی اجلاس میں خلیج کی تازہ ترین صورتحال پر غور کر رہی ہے۔ نیٹو کے ہیڈ کوارٹرز میں بھی اتحاد میں شریک ممالک کے سفیروں کا اجلاس ہو رہا ہے۔

○ ایک اطلاع کے مطابق خلیج کے ممالک میں برصغیر کے پندرہ لاکھ باشندے روزگار کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ صرف سعودی عرب میں پاکستانیوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے سعودی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ ان سب لوگوں کی حفاظت کے مناسب انتظامات کئے جائیں گے۔

○ روس کے صدر گورباچوف نے اپنے ملک میں پریس کی آزادی معطل کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔